آنحضرت ﷺ بحیثیت نوجوان اور کارہائے نمایاں

Holy Prophet (ﷺ) as a young man and his characteristics

Irum Sultana *
Aijaz Ali Khoso **
Dost Muhammad ***

Abstract
The life of an average human consists of four periods which includes: Childhood, teenage, youth, and old age. Now out of these four parts of an average human life, the most crucial stage of his life is the period of youth. The period of youth is a time when a person goes through many changes and experiences; he undergoes and partake many new things which he has never experienced before. The reason why this period of human life is so important and crucial is because this period of youth is generally what determines the way in which this period of his life is spent. Facts of history tell us that the great people have spent their youth productively with their cause and achieved results accordingly. The holy prophet Muhammad (ﷺ) is the only man in human history whose entire life is an excellent example or model for every group of all ages working in all professions. His entire life is recorded and preserved so that following generations get inspiration from his examples. As young man the life of Prophet Muhammad (ﷺ) is no doubt a best example in all matters and areas of youth. Within the dark environment of Arabian Peninsula he earned the titles of most truthful and trusts worthy man of Makah. Socially, morally, professionally Prophet Muhammad (ﷺ) left a remarkable example for the youth of today which seeks a sound and perfect model to follow. This paper consists of the description of the events from life history of Prophet Muhammad (ﷺ) especially from the youth time period.

Keywords: Youth, Prophet Muhammad (ﷺ), characteristics, achievements, example.

مقدمہ:

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی پر توکل ہے، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور نعمت صحت وشباب پر اسی کی حمد وثناء۔

جوانی زمانۂ نشاط، عصر کارکردگی، اور عبادت سے لذت حاصل کرنے کا وقت ہے۔ نوجوان ہی امت کا سرمایہ، اور مستقبل کے معمار ہیں، اسلام نے انہیں بہت اہمیت دی ہے، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ نصیب فرمائے گا، جس دن اس کے سایے کے سوائے کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔

کسی بھی معاشرے یا قوم کے لئے نوجوان ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ معاشرے کی اجتماعی ترقی کا انحصار اس کے نوجوانوں کے ذمہ دارانہ

* Assistant Professor, Department of Uloom Islamiya, Namail University Islamabad.
** Assistant Professor, University of Sufism and Modern Sciences, Bhitshah.
*** Assistant Professor, Muhiuddin Islami University, Azad Jamu Kashmir.

رویہ پر مبنی ہوتا ہے ورنہ ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہے اور ایک خوشحال معاشرہ کی تعمیر و ترقی ناممکن ہو جاتی ہے۔ یہ نوجوان ہی ہیں جو ہر قوم و ملت کے لئے امید کی کرن ہوتے ہیں۔ اسی کرن کے سہارے اقوام و ملل آگے بڑھتی ہیں اور اپنے اہداف کی مختلف منازل طے کرتی ہیں۔ معاشرے کا انقلاب انہی کے دم سے وابستہ ہے۔ اگر کسی قوم کے نوجوان بگاڑ اور فساد کا شکار ہو جائیں تو پوری قوم تنزلی اور پستی کا شکار ہو جاتی ہے، لیکن اگر نوجوان صحیح سمت اختیار کریں تو پوری قوم ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی دنیا و آخرت میں اپنا نام روشن کرتی ہے۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اسلام عزیز کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے ہر دور کے مسلم جوانوں نے بے دریغ قربانیاں دی ہیں۔ چنانچہ اقبال اپنی ملت کے جوانوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو ہے جس کا اک ٹوٹا ہوا تارا[1]

دنیا میں جو بڑے بڑے انقلاب آئے ہیں ان میں نوجوانوں کا ہاتھ رہا ہے۔ ان کی قربانیوں ہی نے انہیں کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے احوال بتاتے ہیں کہ نوجوانوں ہی نے سب سے پہلے ان کا ساتھ دیا۔

جوانی کا مفہوم

1۔ عربی زبان میں کلمہ شباب جوانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب کسی چیز کا آغاز ہے اور جوان کو "فتیٰ" کہا جاتا ہے۔

"والفتى: الشباب، والفتاة: الشابة، والجمع (الفتيان) و (فتية) في الكثرة والقلة، والاصل أن يقال (الفتى) للشاب الحدث ثم استعير للعبد وإن كان شيخا" [2]

ترجمہ: "الفتی" کے معنی جوان کے ہیں، اور "فتاۃ" جوانی کو کہا جاتا ہے اور اسی کی جمع کثرت و قلت "فتیان" اور "فتیۃ" آتی ہے۔ حقیقت میں الفتی نوجوان کو ہی کہا جاتا ہے۔ بعد میں اس کو استعارۃ استعمال کیا گیا خواہ مذکورہ شخص بوڑھا ہی کیوں نہ ہو۔

2۔ اردو زبان میں جوان ہونے کے زمانے کو جوانی کہا جاتا ہے۔ اور لڑکپن کے دور سے نکلے ہوئے مرد یا عورت کو جوان کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بہادر، دلیر اور شجاع کے لیے بھی کلمہ "جوان" استعمال کیا جاتا ہے۔[3]

جوانی کی تعریف

جوانی کی تعریف اس طرح سے کی جاسکتی ہے کہ:

جوانی اس زمانے کو کہتے ہیں جب انسان کی جسمانی توانائیاں اور ذہنی صلاحیتیں کمال تک پہنچتی ہیں۔[4]

اسلامی لغت کے اعتبار سے نوجوان سخت جان، سخت طبیعت اور پختہ عقل، بردبار، عقلمند اور باشعور انسان کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نوجوانوں کے لئے ہمیشہ لفظ "أشده" (سختی) کا استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حتی يبلغ أشده [5]

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔

ولما بلغ أشده آتيناه حكما وعلما [6]

ترجمہ: اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو دانائی اور علم بخشا۔

أشده کا لفظ عربی زبان میں کمال اور جوبن کو کہتے ہیں۔ آدمی کا کمال اور جوبن اس کی جوانی ہے اور یا وہ زمانہ ہے جب اس کی عمر اور خیالات میں پختگی آجائے۔ [7]

حکماء کے نزدیک یہ تیس اور چالیس سال کے درمیانی عرصہ کا نام ہے۔یعنی جب آپ کی فطری صلاحیتیں پوری طرح رونما ہوچکیں ہوں۔

قرآن مجید میں جوان اور جوانی

قرآن مجید نے نیک اور صالح جوانوں کو بطور نمونہ عمل بنی نوع انسان کے سامنے پیش کیا ہے۔قرآنی تعلیمات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بت شکن، حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک صابر، حضرت موسی علیہ السلام ایک شجاع حضرت عیسی علیہ السلام ایک نڈر اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک پاکدامن جوان ہیں۔

اسی طرح قرآن نے چند نوجوانوں کے زندہ وجاوید رہنے والے واقعات بھی محفوظ کیے ہیں، جنہوں نے معرفت الٰہی حاصل کی، مثال کے طور پر:

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

قالوا سمعنا فتى يذكرهم يقال له إبراهيم [8]

ترجمہ: وہ کہنے لگے: ہم نے ایک نوجوان کو ان بتوں کا ذکر کرتے سنا تھا جس کا نام ابراہیم ہے۔

اور اسی طرح سورۃ الکہف میں چند نوجوانوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

نحن نقص عليك نبأهم بالحق إنهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدى [9]

ترجمہ: وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے اور ہم نے انھیں مزید رہنمائی بخشی۔

جوانی کی اہمیت:

ایک ملک وملت کا سب سے بڑا سرمایہ اور اہم طاقت اس ملک کے جوان ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ جوانی کی طاقت ہی ہے جو زندگی کی مشکلات پر قابو پاسکتی ہے اور دشوار وناہموار راستوں کو طے کر سکتی ہے۔اگر کھیتیاں سرسبز اور لہلہاتی ہیں اور بڑی صنعتوں کی مشینیں چل رہی ہیں، اگر زمین کے اندر موجود کانیں زمین کی گہرائیوں سے نکال کر باہر لائی جاتی ہیں، اگر فلک بوس عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں، اگر شہر آباد کئے جاتے ہیں اور ملک کی اقتصادی بینادوں کو مستحکم اور بارونق بنایا جاتا ہے، اگر ملک کی سرحدوں کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے اور ملک میں امن وامان برقرار کیا جاتا ہے، تو یہ سب جوان نسل کی گرانقدر کوششوں کا نتیجہ ہے، کیونکہ جوانوں کی یہ انتھک طاقت تمام

ملتوں اور قوموں کی امید کا سبب ہوتی ہے۔

آج کی دنیا میں جوانوں کو خاص اہمیت دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے نوجوان، سیاسی، اجتماعی، اقتصادی، صنعتی واخلاقی جیسے تمام مسائل میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

جوانی کی خصوصیات:

ایک جوان کو جوانی کی جن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے ان کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو ان الفاظ میں وصیت کی:

يا بني لا تشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم[10]

ترجمہ: اے بیٹے شرک نہ کرنا بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

اسی طرح آپ نے یہ وصیت بھی کی:

واقصد في مشيك واغضض من صوتك[11]

ترجمہ: میانہ روی سے چلو اور اپنی آواز کو دھیما رکھو۔

ولا تصعر خدك للناس ولا تمش في الأرض مرحا إن الله لا يحب كل مختالٍ فخورٍ[12]

ترجمہ: لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل، بلاشبہ تکبر کرنے والے کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

آپ نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت بھی کی:

يا بني أقم الصلاة وأمر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما أصابك إن ذلك من عزم الأمور[13]

ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آئے صبر کرنا۔ (یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔

ان وصیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ایک جوان کو سب سے پہلے توحید پرست ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں سے بے نیاز، غرور و تکبر سے مبرا، نماز کا قائم کرنے والا، صابر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیز خوف خدا کا حامل ہونا چاہیے۔

حضور اکرم ﷺ کی احادیث میں جوان اور جوانی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إن الله ليعجب من الشاب ليست له صبوة[14]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اس نوجوان کی حالت پر خوش ہوتا ہے جس کے اندر بری خواہشات کی جانب میلان موجود نہ ہو۔

یعنی جس نوجوان کی طبیعت جوانی کے باوجود گناہ کے کاموں کی طرف مائل نہ ہوتی ہو یا وہ اپنے آپ کو روکے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان سے

خوش ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے فخر سے ان کا ذکر کرتا ہے۔ جیساکہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إن الله ليعجب من الشاب ليست له صبوة[15]

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ عبادت گزار نوجوان پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو جس نے میرے لئے اپنی خواہش کو چھوڑ دیا ہے۔

یعنی جو نوجوان اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارتا ہے اور اپنی جوانی کو لہو و لعب میں ضائع نہیں کرتا اس کو یہ بلند مقام و مرتبہ ملتا ہے کہ رب کائنات اس بندہ پر فخر کرتا ہے۔

جوانی کے بارے میں سوال:

جوانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جس کے بارے میں قیامت کے روز پوچھا جائے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا تزول قدم ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس، عن عمره فيم أفناه، وعن شبابه فيم أبلاه، وماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه، وماذا عمل فيما علم [16]

ترجمہ: قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ رب العزت کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ لیا جائے گا۔

1۔ اس نے عمر کس چیز میں صرف کی۔
2۔ جوانی کہاں خرچ کی۔
3۔ مال کہاں سے کمایا۔
4۔ مال کہاں خرچ کیا۔
5۔ جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله الإمام العادل وشاب نشأ بعبادة الله ورجل قلبه معلق في المساجد ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال إني أخاف الله ورجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم يمينه ما تنفق شماله ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه [17]

ترجمہ: سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ اپنے سایہ میں سایہ عطا کرے گا۔ جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا ایک عادل بادشاہ، دوسرا وہ جوان جس کی پرورش اللہ کی عبادت میں ہوئی ہو، تیسرا وہ آدمی جس کا دل مساجد میں اٹکا ہوا ہو، چوتھے وہ دو آدمی جن کی دوستی اللہ کے لئے ہو

اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا ہوں پانچواں وہ آدمی جس کو کوئی نسب و جمال والی عورت بلائے (برائی کی طرف) تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ آدمی جو صدقہ اس طرح چھپا کر دیتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے دینے کی خبر نہ ہو۔ ساتواں وہ آدمی جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جوانی میں کی گئی عبادت اللہ تبارک و تعالیٰ کو کتنی پسند ہے۔ بچپن میں تو انسان مکلف نہیں ہوتا ہے اور بڑھاپے میں انسان کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بہت سارے گناہوں پر قادر نہیں رہتا ایسے میں گناہ نہ کرنا کوئی بڑا کمال نہیں ہے، بلکہ کمال تو یہ ہے کہ انسان کے پاس تمام اسباب و عوامل موجود ہوں لیکن اس کے باوجود وہ گناہ سے محفوظ رہے، اس لیے نہیں کہ اس کے اندر گناہ کرنے کی طاقت نہیں تھی یا گناہ پر قادر نہیں تھا بلکہ وہ گناہوں سے اس لیے محفوظ رہا کہ اسے صرف اللہ رب العالمین کا خوف تھا اور اپنی جوانی کو صرف اللہ کی اطاعت و فرماں برداری میں گزارا۔

یہ جو آنحضرت ﷺ نے عمر کے علاوہ جوانی کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے اس سے جوانی کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"شیئان لا یعرف فضلهما إلا من فقدهما الشباب والعافية "[18]

ترجمہ: انسان دو چیزوں کی قدر و قیمت نہیں جانتا مگر یہ کہ ان کو کھو دے ایک جوانی اور دوسرے تندرستی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من يدخل الجنة ينعم ، ولا ييأس ، ولا تبلى ثيابه ، ولا يفنى شبابه [19]

ترجمہ: جو آدمی جنت میں داخل ہو جائے گا وہ نعمتوں میں ہو جائے گا اسے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہو گی اور نہ ہی اس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہو گی۔

معاشرے میں نوجوانوں کا کردار

تمام انبیاء اکرم کو نبوت جوانی کی عمر میں ملی تھی اور انہوں نے فرائض نبوت کی ادائیگی میں اپنی جوانی سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

نوجوان معاشرے پر بھرپور اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں، یہی عزم و قوت اور نشاط و نوخیزی کا دوسرا نام ہیں، ان صفات کا تقاضا ہے کہ نوجوان اپنی زندگی کو دانا شخص کی طرح چلائیں اور ہر نوجوان اپنے نفس پر ضبط اور نفسانی جولانیوں کو تھامے نفس کو خیر و بھلائی کی طرف متوجہ رکھے، اور نفس کے لئے امنگوں بھرے اہداف مقرر کرے، جن کے ذریعے عظمتوں کے زینے چڑھتا جائے، انہی اہداف کو اپنی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے دے، اور زمین والوں کو اپنا پیغام پہنچائے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم اپنے آپ کو حق بات میں مشغول نہیں رکھو گے، تو یہ تمہیں باطل میں مشغول کر دے گا"

نوجوانوں کے لئے جوانی اور نشاط کے مرحلے میں اصول زندگی، تبدیل ہوتے حالات، اور گزرتے ایام سے سبق حاصل کرنا چاہیے، اور اپنی جوانی میں بڑھاپے کے لئے، اور صحت کے ایام میں بیماری کے دنوں کے لئے کچھ کر لینا چاہیے، انہیں اپنی حالیہ حالت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ جوانی کے بعد بڑھاپا، قوت کے بعد کمزوری، اور صحت کے بعد مرض کا خدشہ لاحق رہتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الله الذي خلقكم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشيبة

يخلق ما يشاء وهو العليم القدير[20]

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے ضعف کی حالت سے تمہاری پیدائش کی ابتداء کی پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد تمہیں کمزور اور بوڑھا کر دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

جوانی جو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی گئی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، چاہیے کہ اس عظیم نعمت کی قدر کریں اور اس کو اسی طرح گزاریں جس طرح کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گزری ہے یا انہوں نے گزارنے کی تلقین فرمائی ہے

نبی کریم ﷺ بحیثیت نوجوان:

جوانی کا دور انسانی زندگی کا وہ اہم ترین دور ہوتا ہے کہ جب تمام قوا اپنے جوبن پر ہوتے ہیں اور جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہوتا ہے جس کے زور میں انسان کے بہہ جانے کا شدید ترین خطرہ ہوتا ہے اور اکثر نوجوان کسی نہ کسی درجے میں اس رو میں بہک اور بھٹک بھی جاتے ہیں۔ لیکن پیارے نبی کریم ﷺ کی جوانی کا دور عام جوانوں سے بالکل مختلف اور منفرد تھا۔ جس طرح آپ ﷺ کا بچپن معصومیت سے بھرپور ہے اسی طرح آپ ﷺ کی جوانی بھی بے داغ، صاف اور شفاف ہے۔ جس جاہلی دور میں آپ ﷺ جوان ہوئے اس وقت قتل وغارت گری کو شان شجاعت تصور کیا جاتا تھا اور عصمت دری کو عہد شباب کا لازمی مشغلہ، جوان تو جوان بوڑھے بھی بدکاری میں سب سے آگے تھے یہاں تک کہ ہر گلی اور کوچہ میں بالاخانوں پر سیاہ پرچم مرکز فساد کی نشاندہی کرتے تھے اور لوگوں کو بدکرداری اور انحراف کی طرف بلاتے تھے۔ ایسے گندے اور کثیف ماحول میں آپ ﷺ نے اپنی جوانی کے پچیس سال گزارے لیکن آپ ﷺ کے دامن کردار پر ماحول کی کثافت کا ذرا بھی اثر نہ ہوا بلکہ دوست و دشمن ہر ایک نے آپ ﷺ کے کردار کی بلندی کا اعتراف کیا ہے، بلکہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو جوانی میں ہی صادق اور امین جیسا لقب عطا کیا اور جب صداقت اور امانت اور متقی نوجوان کا تذکرہ ہوتا تو ہر ایک کی زبان پر ایک ہی نام ہوتا اور وہ نام "**محمد عربی ﷺ**" کا ہوتا۔

نبوت سے قبل آپ ﷺ نے اپنی قوم کے درمیان عمر کے چالیس سال گزارے اور چالیس سال کا طویل عرصہ کسی بھی جوان کی زندگی کو سمجھنے کے لیے بہت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ چالیس سالہ زندگی، سچائی، دیانت اور خدمت خلق جیسے اعلیٰ اوصاف سے بھرپور ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دشمنوں کو نبوت پر انگلی اٹھانے کی ہمت تو ہوئی لیکن کسی کو آپ ﷺ کے کردار پر انگلی اٹھانے کی ادنی سی جرأت بھی نہ ہوئی، ابوجہل جیسا جانی دشمن بھی آپ ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے ہر ایک لفظ کو سچ اور حق مانتا تھا، یہ آپ ﷺ کی پاک وصاف جوانی کی وجہ

سے ہی تھا۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے الفاظ ہیں کہ میں نے اپنے بھتیجے کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا اور کبھی گلیوں میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے نہیں دیکھا۔

"محمد صلى الله عليه وسلم يشب على مكارم الأخلاق فشب رسول الله صلى الله عليه وسلم والله تعالى يكلؤه ويحفظه ويحوطه من أقذار الجاهلية لما يريد به من كرامته ورسالته حتى بلغ أن كان رجلا أفضل قومه مروءة وأحسنهم خلقا وأكرمهم حسبا وأحسنهم جوارا وأعظمهم حلما وأصدقهم حديثا وأعظمهم أمانة وأبعدهم من الفحش والأخلاق التي تدنس الرجال تنزها وتكرما حتى ما اسمه في قومه إلا الأمين لما جمع الله فيه من الأمور الصالحة "[21]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جوان ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شر و فساد سے آپ ﷺ کی حفاظت کی اور جاہلیت کی ہر ایک ناپاکی سے آپ ﷺ کو پاک اور مطہر رکھا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ بالغ ہوئے تو نہایت بامروت، صاحب اخلاق، رحیم و کریم، راست گو، امین باحلم ہوئے اور فحش وغیرہ اخلاق ذمیمہ سے دور رہے۔

بیواؤں اور یتیموں، ناداروں اور لاچاروں کی ہمیشہ دست گیری آپ ﷺ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے، ہر ادنی اور اعلی کو پہلے سلام کرتے، اگر کوئی ساتھ چلتا تو ہاتھ میں ہاتھ دے دیتے۔ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں بھی پہلے سلام کرتے، مصافحہ کے لئے پہلے ہاتھ بڑھاتے۔

معاشرتی ذمہ داریاں کی انجام دہی:

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی جوانی کے دنوں میں معاشرتی طور پر بڑی ذمہ داریاں انجام دیں۔ مثال کے طور پر:

مظلوموں اور محتاجوں کی اعانت:

مظلوموں اور محتاجوں کی اعانت آپ ﷺ کا شیوہ رہا ہے، ایام جوانی میں جب ایک مظلوم نے مدد کے لیے خانہ کعبہ کے پاس فریاد کی تو اس کی مدد کے لیے چند دیگر افراد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی کھڑے ہوئے، عبداللہ بن جدعان کے گھر میں انھوں نے باہم مشورہ کرکے ایک جماعت بنائی اور یہ عہد کیا کہ مکہ میں جس شخص پر بھی ظلم کیا جائے گا ہم سب اس مظلوم کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ تاریخ میں **"حلف الفضول"** کے نام سے سنہرے حروف میں لکھا گیا ہے۔

ظلم کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کرنا اور مظلوم کو اس کا حق دلانا رسول اللہ ﷺ کو اس قدر محبوب تھا کہ نبوت کے بعد بھی آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

"لقد شهدت مع عمومتي حلفا في دار عبد الله بن جدعان ما أحب أن لي به حمر النعيم
ولو دعيت به في الإسلام لأجبت"[22]

ترجمہ: اس معاہدے کے مقابلے میں مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں نہ لیتا اور اگر اب بھی شرکت کے لیے بلایا جائے تو

میں اسے قبول کروں گا۔

یعنی معاشرے کے کمزور افراد کی خبر گیری اور مدد کرنا آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔

ایک صحابی حضرت خباب رضی اللہ عنہ کسی لشکر میں گئے ہوئے تھے، ان کے گھر میں کوئی دوسرا مرد نہ تھا، اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، آپ ﷺ روزانہ ان کے گھر جاکر دودھ دوہ آتے تھے، دوسروں کے کام کر دینا آپ ﷺ کو اس قدر محبوب تھا کہ ایک دفعہ نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو چکی تھی، اسی دوران ایک بدو نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ کر کہا میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے، آپ پہلے اسے کر دیجئے۔ آپ ﷺ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیے، اور اس کا کام پورا کرنے کے بعد نماز کے لیے تشریف لائے۔

مولانا الطاف حسین حالی اس کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ:

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں

کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں [23]

شرافت و پاکیزگی:

آپ ﷺ کی زندگی کی سب سے بڑی شناخت آپ کی شرافت و پاکیزگی ہے۔ نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے سے پہلے مکہ کا ہر باشندہ آپ ﷺ کی شرافت و پاکیزگی اور اعلیٰ اخلاق کا قائل تھا۔ آپ ﷺ کو عام طور پر صادق اور امین کہا جاتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ پر نبوت کے ابتدائی مراحل میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ نبوت کے پیغام اور توحید کی دعوت کو علی الاعلان اپنے قبیلہ والوں تک پہنچایا جائے، تو آپ ﷺ کوہ صفا پر تشریف لاتے ہیں اور قریش کے قبائل کو آواز دیتے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں:

اے قریش! اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے دشمن کی فوج حملہ آور ہونے کو تیار ہے تو کیا تم یقین کرو گے؟ پوری قوم یک زبان ہو کر کہتی ہے:

نعم ما جربنا عليك إلا صدقا [24]

ترجمہ: ہاں! ہم نے آپ میں سوائے صدق اور سچائی کے کچھ نہیں پایا۔

صبر و استقامت:

نبی اکرم ﷺ کی جوانی کا ایک واضح عنصر آپ ﷺ کا بے پناہ جذبۂ صبر و استقامت، اولوالعزمی اور اپنے صحیح موقف پر پہاڑ کی طرح قائم رہنے کی قوت تھی۔ تبلیغ اسلام اور دعوت حق کے بعد مکہ کی اکثریت آپ ﷺ کے خلاف تھی۔ وہ ہمیشہ آپ ﷺ کے اور مسلمانوں کے درپے آزار رہتے، انھیں تکلیفیں پہنچاتے، ایذائیں دیتے اور دن رات متبعین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے، نبی اکرم ﷺ نے کفار مکہ کے اس برتاؤ کا جواب صبر و خاموشی اور ہمت و استقامت سے دیا۔ آپ ﷺ نے دعوت حق کے اپنے موقف سے ذرہ برابر پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا، حتی کہ آپ ﷺ کو پورے عرب کی بادشاہت، مال و دولت، حسین ترین عورتوں اور ہر خواہش کی چیز پیش کیے جانے کی پیش کش بھی کی گئی، لیکن آپ ﷺ نے اس دعوت حق کے سامنے ہر کسی پیش کش کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔

آپ ﷺ نے گالیوں کا جواب دعاؤں سے، پتھر کا جواب نرم کلامی سے، دل آزاری کا جواب ہمدردی و غم گساری سے دیا۔ آپ ﷺ نے اس ماحول میں تصادم سے گریز کیا۔

حکمت عملی کا مظہر:

مکہ کا ہر باشندہ آپ ﷺ کی شرافت و پاکیزگی اور اعلی اخلاق کا قائل تھا۔ آپ ﷺ کو عام طور پر صادق اور امین کہا جاتا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجر اسود کو اس کے مقام تک اٹھا کر رکھنے میں قریش کے اندر جو سخت اختلاف پیدا ہوا اور جس کی وجہ سے خوں ریز جنگ چھڑنے والی تھی، وہ آپ ﷺ کی جوانی کا زمانہ تھا، لیکن قریش کے سرداروں اور بڑے بوڑھوں کو جب یہ ہاشمی نوجوان دکھائی پڑا تو سب نے بیک آواز ہو کر کہا:

"هذا الأمين رضينا هذا محمد" [25]

ترجمہ: یہ امین محمد ہیں، ہم ان سے راضی ہیں۔

اور سب نے اس نوجوان کے حکیمانہ فیصلے کو بخوشی قبول کیا اور اس طرح ایک خون ریز جنگ چھڑتے چھڑتے رہ گئی۔

محبت ورحمت کے پیکر

آنحضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ آپ ﷺ، معاشرے کی فلاح و بہبود اور اصلاح و تربیت کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ آزادی کے علمبردار، حریت فکر کے نقیب، باعزت زندگی کی طرف بلانے والے داعیٔ اعظم اور اخوت و مساوات کے بانی تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خدمت النبي صلى الله عليه و سلم عشر سنين فما قال لي أف ولا لم صنعت ؟ ولا ألا صنعت [26]

میں نے دس سال حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت کی، اس دوران آپ ﷺ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا۔ کسی کام کرنے میں یہ نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔

اخلاق حسنہ کے پیکر

جس جاہلی دور میں نبی کریم ﷺ جوان ہوئے اس وقت قتل و غارت گری کو شان شجاعت تصور کیا جاتا تھا اور عصمت دری کو عہد شباب کا لازمی مشغلہ، لیکن آپ ﷺ نوجوانی ہی کی عمر سے اعلیٰ اخلاق کے پیکر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں خود رب کائنات نے فرمایا کہ:

وإنك لعلى خلق عظيم [27]

ترجمہ: اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و اعمال کے مشاہدے کا موقع ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دوسروں کی نسبت زیادہ میسر آیا

کیونکہ وہ آپ ﷺ کی رفیقۂ حیات اور آپ ﷺ کے ہر ظاہری اور خانگی معمولات وعادات سے واقف تھیں۔ایک مرتبہ حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہااے ام المؤمنین ! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایاکہ :

ألست تقرأ القرآن قلت بلى. قالت فإن خلق نبي الله صلى الله عليه وسلم كان القرآن [28]

ترجمہ : کیاتم قرآن نہیں پڑھتے ؟میں نے عرض کیاہاں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے فرمایاکہ اللہ کے نبی ﷺ کااخلاق قرآن ہی تو تھا۔
یعنی آپ ﷺ جس قرآن کی تعلیم فرماتے اپنی عملی زندگی میں اس کو قابل تقلید بناکر پیش کرتے۔قرآنی تعلیمات آپ ﷺ کے اخلاق و کردار میں رچی بسی ہوئی تھی اور آپ ﷺ ان سے ذرا بھی منحرف نہ تھے۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کوایک مثالی نمونہ بناکر دنیامیں بھیجا ہےاور لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اس نمونہ کے مطابق خود بھی بنیں اور دوسروں کو بنانے کی فکر کریں۔گویا رسول اللہ ﷺ کااخلاق وسیرت ایک حیثیت سے عملی قرآن ہے۔
حضرت ابوعبداللہ جدلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیاتوام المؤمنین رضی اللہ عنہانے فرمایاکہ :

لم يكن فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا في الأسواق، ولا يجزي بالسيئة السيئة، ولكن يعفو ويصفح [29]

ترجمہ : آپ ﷺ نہ کبھی فحش گوئی کرتےاور نہ ہی اس کی عادت تھی۔آپ ﷺ بازاروں میں شور کرنے والے بھی نہ تھے۔اور آپ ﷺ برائی کابدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف کردیتےاور در گزر فرماتے۔

یعنی یہ کہ آپ ﷺ کے محاسن اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کسی سے اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیتے اور زیادتی کرنے والوں سے در گزر فرماتے، بلکہ جان کے دشمنوں کو بھی معاف کردیتے۔

خدمت خلق کے پیکر

آپ ﷺ خدمت خلق کے جذبہ سے معمور اور عملی زندگی کے مرد میدان میں اپنی مثال آپ تھے، کسی کو تکلیف میں دیکھ کر فورا مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے، ایک بڑھیا کو دیکھا، بوجھ اٹھائے جارہی تھی، کمر بوجھ تلے جھکی جارہی تھی، پتھر دل لوگ ہنس رہے تھے، آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر بڑھیاکا بوجھ اپنے کندھے پر رکھااور لوگوں سے کہاایک کمزور بڑھیاکا مذاق اڑاناجوانی کا شیوہ نہیں، بلکہ مردانگی اور جوانی یہ ہے کہ اس کا بوجھ ہلکا کرواور اس کی مدد کرو۔

حوالہ جات

1. بانگ درا، علامہ محمد اقبال، خطاب بہ جوانان اسلم
2. الفیومی، احمد بن محمد بن علی، المصباح المنیر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ص:462، فخر الدین الطریحی، مجمع البحرین، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ص:313/3
3. فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، ص:479
4. روانشناسی رشد، ص۲۰۷

5. سورۃالانعام:152/6
6. سورۃیوسف:22/12
7. روح القرآن،ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی
8. سورۃالانبیاء:60/21
9. سورۃالکہف:13/18
10. سورۃلقمان: 13/31
11. سورۃلقمان: 19/31
12. سورۃلقمان: 18/31
13. سورۃلقمان: 17/31
14. احمد بن حنبل، مسند احمد، مؤسسہ الرسالہ،الطبعۃالاولی،1421ھ،حدیث:17371،ص:600/28
15. محمد ناصرالدین الالبانی،الجامع الصغیر وزیادتہ،المکتب الاسلامی،حدیث: 3605،ص:361
16. امام الترمذی، سنن الترمذی، مصطفی البابی الحلبی، مصر، الطبعۃ الثانیۃ ، 1395ھ ، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب في القيامة، حدیث:2416،ص:612/4
17. مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم،دارالجیل،بیروت،1334ھ،کتاب الزکاۃ،باب فضل اخفاء الصدقۃ،حدیث:2427،ص:93/3
18. راغب اصفہانی،ابوالقاسم الحسین بن محمد، محاضرات الادباء و محاورات الشعراء والبلغاء، شرکۃ دار الأرقم بن ابی الارقم ،بیروت،الطبعۃالاولی،1420ھ، ص:514/1
19. ابوالسعادات ابن الاثیر، جامع الاصول من احادیث الرسول، کتاب القیامۃ وما یتعلق بھا أولاًوآخراً،حدیث:8085،ص:8085/10
20. سورۃالروم:54/30
21. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو،عبدالملک بن ہشام،السیرۃ النبویۃ،دارالجیل،بیروت،1411ھ،ص: 323/1
22. ابن الأثیر، أبوالحسن علی بن أبی الکرم محمد،الکامل فی التاریخ،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،1415ھ،ص:570
23. الطاف حسین حالی،مسدس حالی،ص:52
24. صحیح بخاری،کتاب التفسیر،باب تفسیر سورۃالشعراء،حدیث: 4492،ص: 1787/4
25. ابن کثیر،البدایہ والنہایہ،ص:2 /303،ابن سیدالناس،محمد بن محمد بن محمد بن أحمد،عیون الأثر فی فنون
26. صحیح بخاری،کتاب الأدب،باب حسن الخلق والسخاء ومایکرہ من البخل،حدیث:5691،ص: 2244/5
27. سورۃالقلم:4/68
28. صحیح مسلم،کتاب صلاۃالمسافرین،باب جامع صلاۃ اللیل ومن نام عنہ أومرض،حدیث: 1773،ص:168/2
29. محمد بن عیسی،الترمذی، سنن الترمذی، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر،الطبعہ الثانیہ،1395ھ،1975ء،کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء في خلق النبي صلى الله علیہ وسلم،حدیث: 2016،ص:369/4